دولت کو خیر کہا ہے تو سیدنا حسن نے کہا کہ لا اسراف فی الخیر کہ یہ جو میں دولت تقسیم کر رہا ہوں بانٹ رہا ہوں اس میں اسراف نہیں ہے خیر کے تقسیم کرنے میں اور اس کے بانٹنے میں مساکین فقرا غربا یتامی بیوگان کا حق ان کو دینے میں یہ خیر ہے عمل بھی خیر ہے مال بھی خیر ہے اس میں جتنی بھی زیادتی کرتے چلے جاؤ گے اسراف نہیں ہے اس میں قبولیت کا درجہ ہے

یہ مختصر سی گزارشات تھیں جو آپ کی خدمت میں عرض کر دیں۔ پھر موقع ملا تو سیدنا معاویہؓ کی شخصیت کے دیگر پہلوؤں پر کچھ عرض کروں گا۔ بہر حال آج کی شام امیر و امام کے نام.........والسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

مودودی صاحب سے قاضی صاحب تک

مولانا عبدالغفار حسن — حسن انتخاب

جماعت اسلامی پاکستان کے بزرگ دانشور جناب نعیم صدیقی "ہفت روزہ "تکبیر (کراچی) میں آج کل "ہفت رنگ" کے نام سے کالم لکھ رہے ہیں۔ اور کچھ عرصہ سے قاضی حسین احمد کی "جمہوری" پالیسیوں پر اسلامی نقطہ نظر سے سخت تنقید کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں جماعت اسلامی کے ایک سابق بزرگ کی تحریر سے یہ ایک اقتباس ایک معاصر سے ہم بھی نقل کرتے ہیں۔ اس کی اہمیت اسے پڑھ کر محسوس کی جا سکتی ہے۔ (ادارہ)

جناب نعیم صاحب آج کا جماعت کے توسیعی منصوبہ کے خلاف "ہفت رنگ" میں بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ وہ مولانا مودودی کی تحریروں کی روشنی میں اس کو غلط قرار دے رہے ہیں" حالانکہ ۱۹۵۱ء میں جماعت اسلامی نے الیکشن میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔

ظاہر بات ہے کہ الیکشن میں کامیابی عوامی مقبولیت کے بغیر نہیں ہو سکتی لہٰذا ضروری تھا کہ جماعت کی پالیسی میں وسعت پیدا کی جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ بانی جماعت اور میاں طفیل محمد کے زمانہ امارت میں عوامی مقبولیت کی رفتار مال گاڑی یا پسنجر ٹرین کی طرح تھی "موجودہ امیر جماعت نے یہ جرم کیا کہ اس کی رفتار کو "تیز گام" بنا دیا ہے۔

شخصی عقیدت میں غلو کا نتیجہ ہے کہ بانی جماعت کے طرز عمل کو غلطی سے پاک قرار دیا جا رہا ہے حالانکہ خود ان کے زمانہ میں خود ان کی صدارت میں الیکشن میں شرکت کے لئے فیصلے کئے گئے اور انقلابی قیادت کا نعرہ لگایا گیا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء تک مولانا مرحوم جمہوریت کے خلاف تھے لیکن اس کے بعد جمہوریت کی حمایت میں ان کی تحریریں منظر عام پر آئیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "اسلام کا نظریہ سیاسی" میں ص ۴۳ مع حاشیہ ص ۴۶۔

(بہ شکریہ پندرہ روزہ "المنبر" فیصل آباد، ص ۱۳-۱۴)